مولانا کفایت اللہ سنابلی، ممبئی

عید الاضحیٰ پر قربانی کے ایام چار ہیں!

عید الاضحیٰ کے دنوں میں قربانی کرنا اسلام اور مسلمانوں کا شعار ہے اور ان دنوں کا سب سے بہترین عمل قربانی کرنا ہی ہے۔ ۱۰ ذوالحجہ، ۱۱ اور ۱۲ تاریخوں کو عام طور پر قربانی کا اہتمام کیا جاتا ہے، لیکن قرآن وسنت میں قربانی کے ایام 'ایام تشریق' کو قرار دیا گیا ہے۔ اور ایام تشریق چوتھے روز ۱۳ ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب تک برقرار رہتے ہیں۔ گویا عید کے دن کو شامل کر کے چار دن قربانی کرنا اسلامی شریعت میں مشروع ہے۔ ہمارے معاشرے میں اس پر نہ صرف عمل نہیں کیا جاتا بلکہ ایسا کرنے والے کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور بعض اوقات طنز و تمسخر کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔ ذیل کے مضمون میں قرآنِ کریم، احادیثِ مبارکہ، اقوالِ صحابہ و تابعین، لغتِ عربی اور قیاسِ صحیح کے علاوہ اس ضمن میں ائمہ فقہا اور محدثین و محققین رحمہم اللہ کے اقوال پیش کئے گئے ہیں کہ ان چاروں دنوں میں قربانی کرنا ہی مشروع ہے اور قربانی کو تین ایام میں منحصر ومقید کرنا درست موقف نہیں۔ ح م

قرآنِ کریم سے استدلال

سورۃ البقرۃ میں ذ تعالیٰ عرفات و مزدلفہ سے حجاجِ کرام کی واپسی کے بعد قیامِ منیٰ کے دوران، اُنہیں خصوصیت سے اپنے ذکر کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَ مَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ﴾[1]

"یعنی تم گنتی کے چند دنوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، پس جو کوئی دو دن گذار کر (منیٰ سے) جلدی روانہ ہونا چاہیے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو دیر میں نکلنا چاہے (یعنی تین

1 سورۃ البقرۃ: ۲۰۳

دن گذار کر) تو اس پر بھی جو پرہیز گاری کرے، کوئی گناہ نہیں ہے۔"

اس آیتِ کریمہ میں باتفاقِ مفسرین 'ایام معدودات' سے ایام تشریق یعنی ذوالحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخ مراد ہے۔ چنانچہ علامہ قرطبی اپنی تفسیر میں اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو گنتی کے چند دنوں میں اپنے ذکر کا حکم دیا ہے اور یہ (گنتی کے دن) یوم النحر (قربانی کا دن یعنی دس ذوالحجہ) کے بعد تین روز ہیں جن میں یوم النحر داخل نہیں ہے کیونکہ اس بات پر لوگوں کا اجماع ہے کہ قربانی کے دوسرے دن (یعنی گیارہ کو) کوئی حاجی منیٰ سے کوچ نہیں کر سکتا۔ اور اگر یوم النحر 'ایام معدودات' میں داخل ہوتا تو پھر (بموجبِ حکم قرآنی) عجلت باز کے لیے گیارہ کو منیٰ سے کوچ کرنا درست ہوتا، کیونکہ وہ گنتی کے (تین دنوں میں سے) دو روز گذار چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے دو روز گذار چکنے کے بعد منیٰ سے کوچ کرنے کی اجازت دی ہے۔" [۱]

اور امام طبری اس سلسلے میں یوں رقم طراز ہیں:

"ایامِ معدودات، جمرات کو کنکری مارنے کے ایام ہیں جیسا کہ مفسرین کے اقوال سے واضح ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ

"یہ گنتی کے ایام 'ایام تشریق' ہیں جو قربانی کے دن کے بعد تین روز ہیں۔ امام مالک، ضحاک و دیگر اہل علم سے بھی یہی منقول ہے۔" [۲]

اور ابن العربی فرماتے ہیں کہ

"ایام معدودات سے مراد ایام منیٰ ہیں جو یوم النحر کے علاوہ تین دن ہیں کیونکہ یہ اقل جمع ہے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اسے بیان کر کے ہر طرح کے اشکال کو ختم کر دیا۔" [۳]

یہی نہیں بلکہ امام رازی اور علامہ شوکانی رحمہم اللہ نے اور دیگر اہل علم نے 'ایام معدودات' کے ایام تشریق ہونے پر اُمت کا اجماع نقل کیا ہے۔ [۴]

مفسرین کے اقوالِ بالا سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آیتِ کریمہ میں وارد ایام معدودات

---

۱ تفسیر قرطبی: ۱/۳
۲ تفسیر طبری: ۱۷۶/۲
۳ احکام القرآن: ۱۴۱/۱
۴ تفسیر کبیر: ۲۰۸/۵؛ فتح القدیر: ۲۰۵/۱

سے مراد باجماعِ امت ایامِ تشریق ہیں یعنی ذوالحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تواریخ تو اب یہ پتہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان گنتی کے دنوں میں اپنے ذکر کا جو حکم دیا ہے، اس سے اس کی کیا مراد ہے؟ سو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس آیت میں اگرچہ 'ذکر' کا لفظ مطلق وارد ہوا ہے لیکن اسی سلسلے کی دوسری آیت جو سورۂ حج میں وارد ہوئی ہے، اس سے ذکر کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اس سے مراد ایام تشریق میں قربانیوں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا ہے چنانچہ اس سلسلے میں علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ

"ایام معدودات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے وقت اُن پر اللہ کا نام لیا جائے۔ اور یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ اس سلسلے میں راجح امام شافعی کا مسلک ہے کہ قربانی کا وقت یوم النحر سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن تک (یعنی ۱۳ تک) ہے۔"[۱]

نیز امام رازی نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے ضمن میں واحدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

"ایام تشریق یوم النحر کے بعد تین دن ہیں۔ یوم النحر کے ساتھ یہ تینوں دن بھی قربانی کے ایام ہیں۔"[۲]

دوسری آیت

اسی سلسلے میں ایک دوسری آیت سورۂ حج میں آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حج کی منادی کا حکم دیتے ہوئے، نیز حج کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ ﴿۲۸﴾ ﴾[۳]

"یعنی اے ابراہیم! تو لوگوں میں حج کی منادی کر دے، وہ پیادہ اور دبلی پتلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر دور دراز راستوں سے تیرے پاس آئیں گے، تاکہ اپنے نفع کے کاموں کو

۱ مختصر تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۱۸۳
۲ تفسیر کبیر: ۵/ ۲۰۸
۳ الحج: ۲۷، ۲۸

دیکھیں اور جو چوپائے اللہ نے اُن کو دیے ہیں خاص دنوں میں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں۔ پھر تم اس میں سے خود کھاؤ اور محتاج فقیروں کو بھی کھلاؤ۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے 'ایام معلومات' میں جانوروں پر اللہ کا نام لینے کا حکم دیا ہے۔ ان ایام معلومات سے جمہور مفسرین کے نزدیک ایام تشریق مراد ہیں۔ چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ و دیگر مفسرین و شارحین نے 'ایام معلومات' کے سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن ہیں۔

امام رازی سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اسی قول کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

"ابو مسلم نے بھی اسے اختیار کیا ہے اور یہی ابو یوسف و محمد کی بھی رائے ہے اور ان دنوں کا 'ایام معلومات' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن عربوں کے نزدیک قربانی کے ایام کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔"[1]

نیز امام ابن کثیر کے بقول یہ امام احمد کا بھی ایک قول ہے اور علامہ شوکانی نے اپنی تفسیر میں ابن زید کی طرف بھی اس قول کی نسبت فرمائی ہے۔[2] اور علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں، نامور حنفی عالم علامہ طحاوی کی طرف اس قول کی نسبت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"امام طحاوی نے ایام معلومات سے یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن کو مراد لینا اس لیے راجح سمجھا ہے کہ یہ آیت بتاتی ہے کہ ایام معلومات قربانی کے دن ہیں۔ اور قربانی کے دن یہی چاروں دن ہیں: دسویں ذی الحجہ اور اس کے بعد کے تین دن۔"[3]

امام قرطبی اپنی تفسیر میں 'ایام معلومات' میں اللہ کا ذکر کرنے کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"ان ایام میں اللہ کا ذکر کرنے سے مراد یہ ہے کہ قربانی کو ذبح یا نحر کرتے وقت اللہ کا نام لیا جائے مثلاً یہ دعا پڑھی جائے: باسم الله والله أكبر اللهم منك ولك ساتھ ہی یہ آیت پڑھی جائے: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ...﴾

١ تفسیر الکبیر: ۲۳/۳۰؛ مختصر تفسیر ابن کثیر: ۲/۵۴۰
۲ فتح القدیر: ۱/۲۰۵
۳ فتح الباری: ۲/۴۵۸

کفار (جانوروں کو) اپنے بتوں کے نام ذبح کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے۔"[1]

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کچھ اسی انداز پر کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"مطلب یہ ہے کہ بندے اپنی قربانیوں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیں، نیز اس سلسلے میں یہ بات بھی کہی گئی کہ 'ذکر' ذبح کرنے سے کنایہ ہے کیونکہ یہ اس سے جدا نہیں ہوتا، اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ سے پتہ چلتا ہے کہ ﴿اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ﴾ ایام نحر ہیں۔"[2]

مولانا انعام اللہ صاحب قاسمی حفظہ اللہ اپنے رسالہ 'ایام قربانی' میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مزید وضاحت کے لیے علامہ رازی و خطابی کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں:

"اس حکمت کا یہ مفہوم ہوا کہ ایام منیٰ یوم النحر کے بعد تین دن دورِ جاہلیت ہی سے قربانی کے دن تھے جن کو شریعتِ اسلامیہ نے برقرار رکھا اور اُن کی تعداد میں کمی وبیشی نہیں کی۔ البتہ صرف اس میں تبدیلی کر دی کہ پہلے لوگ اپنی قربانیاں بتوں کے نام کرتے تھے اور اسلام نے اللہ کے لیے مخصوص کر دیا۔"

سورۂ حج کی آیت نمبر ۲۸ پر نگاہِ غائر ڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا امام خطابی کی بیان کردہ حکمت کی وضاحت کے لیے ہی اس آیت کا نزول ہوا تھا۔ 'ایام معلومات' پہلے سے معلوم دن وہی ہیں جن میں ایام جاہلیت کے لوگ بتوں کے ناموں پر قربانیاں کرتے تھے اور ان قربانیوں کا گوشت خود نہیں کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قربانیاں تو تم اِنہی دنوں میں کرو جن دنوں میں پہلے کیا کرتے تھے مگر بتوں کے نام کے بجائے اللہ کا نام لے کر کیا کرو۔ اور ان میں سے کھلاؤ بھی اور کھاؤ بھی۔ گویا اس آیت کا مقصدِ نزول، ایام تشریق کو ایام قربانی ثابت کرنا ہے اور بس، اور ایام تشریق باتفاقِ علماء وباجماعِ امت یوم النحر کے بعد تین دن گیارہ، بارہ، تیرہ ذو الحجہ ہے۔

نوٹ: مذکورہ بالا پوری بحث الفاظ سمیت اُستاذ محترم ڈاکٹر مفضل مدنی حفظہ اللہ کے ایک فتویٰ

۱ تفسیر قرطبی ۴۱/۱۲

۲ تفسیر فتح القدیر ۴۴۸/۳

سے منقول ہے۔[1]

چار دن قربانی کی مشروعیت پر احادیثِ صحیحہ

پہلی حدیث: حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م۴۵۸ھ) نے کہا:

أن نافع بن جبير بن مطعم رضي الله عنه أخبره، عن رجل من أصحاب النبي ﷺ قد سماه نافع فنسيته، أن النبي ﷺ قال لرجل من غفار: «قُم فأذّن أنه لا يدخل الجنة إلا مؤمن، وأنها أيام أكل وشرب أيام مني» زاد سليمان بن موسى وذبح، يقول: أيام ذبح ابن جريج يقوله[2]

"ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک غفاری صحابی سے کہا کہ تم کھڑے ہو اور اعلان کر دو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی جائیں گے اور ایام منیٰ (ایام تشریق) کھانے پینے کے دن ہیں۔ ابن جریج کہتے ہیں کہ ان کے اُستاذ سلیمان بن موسیٰ نے اسی حدیث کو بیان کرتے ہوئے ذبح کے لفظ کا اضافہ کیا ہے، یعنی وہ یہ بھی روایت کرتے تھے کہ یہ ذبح کے دن ہیں۔"

اس حدیث کی سند صحیح ہے، علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند کو بالکل صحیح قرار دیا ہے۔[3]

تاہم علامہ محمد ناصر الدین البانی اسی مقام پر مزید لکھتے ہیں کہ

وهذا إسناد صحيح رجاله كلهم ثقات، لكن ليس فيه قول: «وذبح» الذي هو موضع الشاهد وإنما فيه أن ابن جريج رواه عن سليمان بن موسي، يعني مرسلا لأنه لم يذكر إسناده. فهو شاهد قوي مرسل للطرق الموصولة السابقة

"اس کی سند صحیح ہے، اس کے سارے رجال ثقہ ہیں لیکن اس میں ذبح کا لفظ نہیں

1 مجلہ 'التوعیہ' نئی دہلی، ستمبر ۱۹۹۱ء: ص ۳۶
2 السنن الکبریٰ للبیہقی: ۹/۲۹۶
3 سلسلہ احادیث الصحیحہ: ۵/۶۲۱، رقم: ۲۴۷۶

ہے۔ جو کہ محل شاہد ہے بلکہ اس میں ہے کہ ابن جریج نے اسے سلیمان بن موسیٰ سے روایت کیا ہے یعنی مرسلاً۔ کیونکہ انہوں نے اس کی سند ذکر نہیں کی تو یہ مرسل گذشتہ موصول طرق کے لئے قوی شاہد ہے۔"

مذکورہ بالا روایت کی سندی بحث اور اس کے تمام راویوں کی عدالت و ثقاہت جاننے کے لئے اس موضوع پر ہمارے تفصیلی کتابچے 'چار دن قربانی کی مشروعیت' کے صفحات ۱۰ تا ۱۹ ملاحظہ کریں، نیز علامہ ناصر الدین البانی کے اس آخری تبصرے کہ اس میں ذبح کا لفظ مرسل ہے، سے ہمیں اتفاق نہیں۔ علامہ محمد رئیس ندوی نے اپنی کتاب 'غایۃ التحقیق فی تضحیۃ ایام التشریق' کے صفحہ ۸۶، ۷۷ اور ۸۹ پر اس کی تفصیلی وضاحت کر دی ہے۔ (ملخصًا)

الغرض امام بیہقی کی روایت کردہ یہ حدیث بالکل صحیح و متصل ہے، اس صحیح و متصل سند کے سامنے آنے کے بعد ایام تشریق کے ایام ذبح ہونے والی حدیث کی تصحیح کے لیے کسی بھی اور سند کی سرے سے ضرورت ہی نہیں ہے، علامہ محمد رئیس ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہا ہے:

"سلیمان سے ابن جریج کی روایت کردہ زیر بحث حدیث نے حدیثِ مذکور کو مزید شواہد و متابعات سے مستغنی کر دیا ہے۔"[1]

دوسری حدیث: حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۵۴ھ) سیدنا جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ: «كل عرفات موقف، وارفعوا عن عرنة، وكل مزدلفة موقف، وارفعوا عن محسر، فكل فجاج من منحر، وفي كل أيام التشريق ذبح»[2]

"اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: پورا عرفات وقوف کی جگہ ہے اور عرنہ سے ہٹ کر وقوف کرو اور پورا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے اور وادیٔ محسر سے ہٹ کر وقوف کرو اور منیٰ کا ہر راستہ قربانی کی جگہ ہے اور تشریق کے تمام دن ذبح کرنے کے دن ہیں۔"

یہ حدیث مرفوع متصل صحیح ہے۔ امام ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ سیدنا جبیر بن مطعم

۱ غاية التحقيق في تضحية أيام التشريق: ص ۸۹

۲ صحیح ابن حبان: ۹/ ۱۶۶، رقم ۳۸۵۴

کی اس حدیث کے مزید چار طرق اور بھی ہیں: طریق نافع بن جبیر، طریق عمرو بن دینار، طریق سلیمان بن موسیٰ، اور طریق عبد الرحمٰن بن ابو حسین... ان طرق اور ان کی سندوں پر تفصیلی بحث کے لئے علامہ محمد رئیس ندوی کی کتابیں 'غایۃ التحقیق' اور 'قصہ ایام قربانی کا' ملاحظہ کریں۔ ان متعدد طرق کی بنا پر بہت سے اہل علم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، جن میں علامہ ابن قیم، حافظ ابن حجر، علامہ البانی، شعیب ارناؤوط، شیخ احمد غماری اور علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہم اللہ تعالیٰ قابل ذکر ہیں۔

حنفی عالم ابن الترکمانی اور بعض دیگر لوگوں نے گہرا جائزہ لیے بغیر یہ کہہ دیا کہ اس حدیث کی سند میں 'اضطراب' ہے، یعنی سلیمان بن موسیٰ نے الگ الگ اپنے اساتذہ سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ تو عرض ہے کہ سند میں اس طرح کے اختلاف کو 'اضطراب' نہیں بلکہ 'تعددِ طرق' کہتے ہیں۔ دریں صورت یہ چیز حدیثِ مذکور کے لئے تقویت کا باعث ہے۔ یہ بڑی بھول ہے کہ جو چیز صحتِ حدیث پر دلالت کرتی ہو، اس کو تضعیف کی دلیل سمجھ لیا جائے۔

یہ بھی یاد رہے کہ یہ نظریہ درست نہیں کہ ہر جگہ ضعیف حدیث دوسری ضعیف حدیث سے مل کر حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ موقف کہ ضعیف حدیث ضعیف سے مل کر کسی بھی صورت میں حسن لغیرہ یا مقبول وحجت نہیں ہوتی، باطل ومردود ہے بلکہ عصر حاضر کی بدعت ہے۔ چودہ سو سالہ دور میں کسی بھی عالم نے ایسا موقف اختیار نہیں کیا۔ بلکہ معاصرین میں بھی حافظ زبیر علی زئی کے علاوہ علم حدیث سے دلچسپی رکھنے والے کسی بھی عالم کے بارے میں ہمیں نہیں معلوم کہ اس نے علی الاطلاق اس طرح کی بات کہی ہو۔ ڈاکٹر خالد ادریس، اور عمرو عبد المنعم سلیم وغیرہ نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں مگر اُنہوں نے بھی یہ موقف نہیں اپنایا کہ کسی بھی صورت ضعیف حدیث، دوسری ضعیف سے مل کر تقویت نہیں پا سکتی یا مقبول وحجت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا حسن لغیرہ کو علی الاطلاق ردّ کر دینے والا نظریہ حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کا تفرد ہے۔

۱ سنن دار قطنی: ۴/ ۲۸۴؛ مسند احمد (طبع میمنیہ): ۴/ ۸۲؛ زاد المعاد: ۲/ ۲۹۱؛ سلسلہ احادیث الصحیحۃ: ۲۴۷۶؛ مسند احمد: ۱۶۵۷؛ مرعاۃ المفاتیح: ۵/ ۱۰۸

تیسری اور چوتھی حدیث: حدیثِ ابوہریرہ و ابو سعید رضی اللہ عنہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۵۸ھ) نے کہا:

عن سعيد بن المسيب ، مرة عن أبي سعيد ومرة عن أبي هريرة رضي الله عنهما عن النبي ﷺ «أيام التشريق كلها ذبح»[1]

"دو صحابہ ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اللہ کے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تشریق کے سارے دن ذبح کے دن ہیں۔"

یہ حدیث بھی بالکل صحیح اور اس کی سند بھی متصل ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی فرماتے ہیں:

فقد غلا أبو حاتم حين قال كما رواه ابنه في العلل (2/ 38) هذا حديث موضوع عندي، والصواب عندي أنه لا ينزل عن درجة الحسن بالشواهد التي قبله ولا سيما وقد قال به جمع من الصحابة كما في شرح مسلم للنووي والمجموع له (8/ 390)[2]

"ابو حاتم نے یہ کہہ کر غلو کیا ہے کہ جیسا کہ ان کے بیٹے نے العلل (۳۸/۲) میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ حدیث میرے نزدیک موضوع ہے۔ جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث ما قبل میں مذکور شواہد کے پیش نظر حسن درجہ سے کم نہیں ہے۔ بالخصوص جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے جیسا کہ شرح مسلم از امام نووی اور المجموع از نووی (۳۹۰/۸) میں ہے۔

اس حدیث کے تمام رواۃ کی ثقاہت کے لئے صفحہ نمبر ۳۰ تا ۳۳ ملاحظہ کریں۔

چار دن قربانی کی مشروعیت پر اقوالِ صحابہؓ

صحابہ کرام میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چار دن قربانی کے اقوال منقول ہیں، ہماری رسائی ان اقوال کے اصل مراجع تک نہیں ہو سکی لیکن متعدد اہل علم نے ان صحابہ کی طرف بالجزم چار دن قربانی کا قول منسوب کیا ہے۔ ممکن ہے کہ ان اقوال کی صحیح سندیں ایسی کتب میں ہوں جن تک ہماری رسائی نہ ہو یا جو مفقود ہو چکی ہوں۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف کتاب

۱ السنن الکبری للبیہقی: ۲۹۶/۹

۲ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: ۶۲۱/۵

وسنت کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے، نہ کہ اُمتیوں کے اقوال کی بھی۔ اس لیے اُمتیوں کے اقوال کی صحیح سندوں کا مفقود ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ علامہ البانی فرماتے ہیں:

لأن الله تعالى لم يتعهد لنا بحفظ أسماء كل من عمل بنص ما من كتاب أو سنة وإنما تعهد بحفظهما فقط كما قال: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ﴾ فوجب العمل بالنص سواء علمنا من قال به أو لم نعلم[1]

"اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت نہیں لی ہے کہ کتاب وسنت پر عمل کرنے والے جملہ حضرات کے اسما کی حفاظت کرے گا، بلکہ اس نے صرف کتاب وسنت کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے جیسا کہ فرمایا: "ذکر کو ہم نے ہی نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔" پس کسی بھی ثابت شدہ نص پر عمل کرنا واجب ہو گا خواہ اس کے قائلین یا اس پر عمل کرنے والوں کے نام معلوم ہوں یا نہ ہوں۔"

عام طور پر فقہا اس نوعیت کے اقوال سے حجت پکڑتے ہیں، اس لیے ہم ایسے اقوال کی فہرست پیش کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں درج ذیل حضرات سے چار دن قربانی کے اقوال مروی ہیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

مفسر قرآن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۵۸ھ) نے کہا:

أخبرنا أبو حامد أحمد بن علي الحافظ أنبأ زاهر بن أحمد، ثنا أبو بكر بن زياد النيسابوري، ثنا محمد بن يحيى، ثنا أبوداود، عن طلحة بن عمرو الحضرمي، عن عطاء، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: الأضحى ثلاثة أيام بعد يوم النحر[2]

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا کہ قربانی یوم النحر (۱۰ ذوالحجہ) کے بعد تین دن (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔ (یعنی یوم النحر عید کے دن کو لے کر کل چار دن قربانی کے ہیں)"

اس کی سند ضعیف ہے لیکن اسی مفہوم کی بات ابن عباس رضی اللہ عنہم سے متعدد سندوں سے

۱ آداب الزفاف فی السنۃ المطہرۃ: ص ۱۶۷
۲ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۹/ ۲۹۶

منقول ہے جس سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (م۸۵۶ھ) نے کہا:

وقد روي بن أبي شيبة من وجه آخر عن ابن عباس أن المعلومات يوم النحر وثلاثة أيام بعده ورجح الطحاوي هذا لقوله تعالى ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ فإنه مشعر بأن المراد أيام النحر انتهى[1]

"امام ابن شیبہ نے ایک دوسری سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے، ان) معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذوالحجہ) کے بعد تین دن (۱۱، ۱۲، ۱۳) ذوالحجہ کے دن ہیں اور اسے امام طحاوی نے اس لیے راجح قرار دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
" اور جو چوپائے اللہ تعالیٰ نے دیے ہیں معلوم دنوں میں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں۔"
اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں قربانی کے دن مراد ہیں۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں ابن ابی شیبہ کی کتاب سے مذکورہ بالا روایت نقل کی ہے اور اس کی تضعیف نہیں کی ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں اس کی سند صحیح ہے کیونکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری کے مقدمہ میں صراحت کر دی ہے کہ وہ اس کتاب میں بطورِ شرح جو روایت درج کریں گے اور اُس پر کلام نہیں کریں گے، وہ ان کے نزدیک صحیح یا حسن ہوں گی۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م۹۱۱ھ) نے کہا:

وأخرج عبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم عن ابن عباس قال: الأيام المعلومات: يوم النحر وثلاثة أيام بعده[2]

"عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے، ان) معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذوالحجہ) کے دن ہیں۔"

۱ فتح الباری: ۲/۴۵۸

۲ الدر المنثور: ۶/۳۷

لیکن ان تینوں سندوں تک ہماری رسائی نہیں ہو سکی کیونکہ عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم کی دستیاب کتب میں یہ روایات موجود ہیں۔ تاہم اس کثرتِ طرق کی بنیاد پر یہی ظن غالب آتا ہے کہ چار دن قربانی کی کوئی نہ کوئی اصل عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ضرور ہے۔ اسی لیے اہل علم نے بالجزم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو چار دن قربانی کا قائل بتلایا ہے، کماسیأتی۔

بعض لوگ تنویر المقباس کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہی کی تفسیر مانتے ہیں اور اس سے حجت پکڑتے ہیں (جو درست نہیں) اس میں بھی ہے کہ

﴿فِيٓ أَيَّامٍ مَّعۡلُومَٰتٍ﴾ معروفات أيام التشريق ﴿عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلۡأَنۡعَٰمِۖ﴾ علىٰ ذبيحة الأنعام[1]

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد ایام التشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں، ان دنوں میں اللہ کے عطا کردہ چوپایوں یعنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے وقت ان پر اللہ کا نام لو۔"

خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

صاحب کنز العمال نے کہا:

عن علي قال: الأيام المعلومات يوم النحر وثلاثة أيام بعده (ابن المنذر)[2]

"امام ابن المنذر نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) اور اس کے بعد تین دن (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔ (اسے ابن المنذر نے روایت کیا ہے)"

نیز دیکھیے (زاد المعاد: ۲/ ۲۹۱)۔ مزید دیکھیں اسی کتاب کا صفحہ: ۴۴

صحابی رسول جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۶ھ) نے کہا:

۱ تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ص ۲۷۹

۲ کنز العمال: ۴۵۲۸

وأما آخر وقت التضحية فقال الشافعي تجوز في يوم النحر وأيام التشريق الثلاثة بعده وممن قال بهذا علي بن ابي طالب وجبير بن مطعم وابن عباس[1]

"امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک قربانی کے آخری وقت کا مسئلہ ہے تو اس سلسلے میں امام شافعی کہتے ہیں کہ یوم الاضحیٰ اور اس کے بعد تشریق کے تینوں دنوں میں قربانی جائز ہے اور یہی بات علی بن ابی طالب، جبیر بن مطعم اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بھی کہی ہے۔"

واضح رہے کہ جبیر بن مطعم سے مروی کئی احادیث میں ہے کہ 'ایام تشریق قربانی کے دن ہیں' اسی بنا پر بعید نہیں کہ جبیر بن مطعم اپنی روایت کردہ احادیث کے مطابق چار دن قربانی کے قائل ہوں۔

صحابی رسول اللہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

قال الحكم، عن مقسم، عن ابن عباس: الأيام المعلومات: يوم النحر وثلاثة أيام بعده ويروي هذا عن ابن عمر، وإبراهيم النخعي، وإليه ذهب أحمد بن حنبل في رواية عنه[2]

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایام معلومات (قربانی کے معلوم دن) یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن ہیں اور یہی بات عبد اللہ بن عمر اور ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے اور ایک روایت کے مطابق یہی قول امام احمد بن حنبل کا بھی ہے۔

چار دن قربانی پر قیاسِ صحیح

استاذ محترم ڈاکٹر محمد مفضل مدنی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"قرآن وسنت کے علاوہ قیاس بھی پورے 'ایام تشریق' کے ایام قربانی ہونے پر دلالت کرتا ہے، چنانچہ علامہ ابن قیم زاد المعاد (۳۱۹/۲) میں اس امر کی عقلی توجیہ

۱ شرح مسلم: ۱۱۱/۱۳

۲ تفسیر ابن کثیر: ۴۱۶/۵: دار طیبہ

بایں الفاظ میں فرماتے ہیں:

ولأن الثلاثة تختص بكونها أيام منى، وأيام الرمي وأيام التشريق، ويحرم صيامها، فهي إخوة في هذه الأحكام فكيف تفترق في جواز الذبح بغير نص ولا إجماع... وروي من وجهين مختلفين يشد أحدهما الآخر عن النبي ﷺ أنه قال: «كل منى منحر، وكل أيام التشريق ذبح»[1]

"بے شک ایام تشریق قربانی کے دن ہیں کیونکہ یہ مخصوص ہیں منیٰ کے دن ہونے میں، رمی کے دن ہونے میں اور ان دنوں کا روزہ حرام ہے، پس جب یہ تینوں دن ان تمام احکام میں برابر ہیں تو پھر قربانی کے حکم میں کیسے الگ ہو جائیں گے۔ (کہ کسی دن قربانی جائز ہو اور کسی دن ناجائز) جبکہ الگ ہونے پر نہ کوئی نص شرعی پایا جاتا ہے اور نہ ہی اجماعِ امت، بلکہ اس کے برعکس نبی کریم ﷺ سے متعدد روایات آئی ہیں جن سے پورے ایام تشریق میں قربانی کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔"

چار دن قربانی کے مشروعیت پر دلالتِ لغت

محترم ڈاکٹر محمد مفضل مدنی حفظہ اللہ لکھتے ہیں

"مذکورہ دلائل کے علاوہ 'ایام تشریق' کی وجہ تسمیہ بھی ۱۳ ذوالحجہ کے جواز پر دلالت کرتی ہے چنانچہ علامہ ابن حجر فتح الباری (۴/ ۲۴۲) میں اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

وسميت أيام التشريق لأ لحوم الاضاحى تشرق فيها أي تنشر فى الشمس وقيل لأن الهدى لاينحر حتى تشرق الشمس

"ان تینوں دنوں (۱۱، ۱۲، ۱۳) کو ایام تشریق اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں قربانی کے گوشت کو دھوپ میں سوکھنے کے لیے پھیلایا جاتا ہے نیز اس سلسلے میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ چونکہ قربانی کے جانور سورج چمکنے سے پہلے ذبح نہیں کئے جاتے۔"[2]

مولانا انعام اللہ صاحب قاسمی لکھتے ہیں:

"اس قول 'یعنی وجہ تسمیہ' کے بموجب ایامِ تشریق کا اطلاق جتنے دنوں پر بھی ہو گا اس

۱ زاد المعاد: ۲/ ۳۱۹؛ مجلہ 'التوعیہ' نئی دہلی، ستمبر ۱۹۹۱ء ص ۳۶

۲ مجلہ 'التوعیہ' نئی دہلی ۱۹۹۱ء، ص ۳۶

کا تعلق ذبیحہ اور قربانی سے ہو گا۔ کیونکہ کوئی ایسا دن جس میں قربانی جائز نہ ہو تشریق کا دن نہیں کہا جا سکتا لہٰذا جب یوم النحر کے بعد تین دنوں کو باجماعِ اُمت تشریق کہا گیا ہے تو قربانی بھی یوم النحر کے بعد تین دنوں تک جائز ہو گی۔"[1]

چار دن قربانی سے متعلق اقوال تابعین

تابعین میں سے درج ذیل جلیل القدر تابعین چار دن قربانی کے قائل تھے:

امام اہل مکہ عطا بن رباح رحمۃ اللہ علیہ

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وكما قد حدثنا محمد بن خزيمة، قال: حدثنا حجاج، قال: حدثنا حماد، عن مطر الوراق أن الحسن وعطاء قالا: يضحي إلى آخر أيام التشريق[2]

"امام حسن اور امام عطا نے کہا ہے کہ قربانی ایام تشرق کے آخری دن تک یعنی عید سے لے کر چار دن تک ہے۔"

امام اہل بصرہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوعبد اللہ المحاملی (م ۳۳۰ھ) نے کہا:

حدثنا محمود، حدثنا هشيم، حدثنا يونس، عن الحسن أنه كان يقول: يضحي أيام التشريق كلها[3]

"حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ تشریق کے تمام دنوں میں یعنی عید الاضحیٰ سمیت چار دنوں: ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ میں قربانی کی جائے۔"

امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

۱ ایام قربانی: ص ۲۲
۲ احکام القرآن للطحاوی: ۲/ ۲۰۶؛ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۹/ ۲۹۹
۳ امالی المحاملی روایۃ ابن یحیی البیع: ص ۸۹؛ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۹/ ۲۹۶ من طریق حماد واسنادہ صحیح

أخبرنا أبو حامد أحمد بن علي الحافظ، أنبا زاهر بن أحمد، ثنا أبو بكر بن زياد النيسابوري، حدثنا محمد بن إسحاق، ثنا هيثم بن خارجة، ثنا إسماعيل بن عياش، عن عمرو بن مهاجر، أن عمر بن عبد العزيز قال: الأضحى يوم النحر وثلاثة أيام بعده[1]

”خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے کہا ہے کہ قربانی عید کے دن اور اس کے بعد تین دن ہے (یعنی کل چار دن قربانی ہے)۔“

اس کے علاوہ درج ذیل تابعین سے بھی اہل علم نے چار دن قربانی کا قول نقل کیا ہے:

امام زہری، ابراہیم نخعی، مکحول، اوزاعی اور سلیمان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہم[2]

ایک اہم نکتہ

تابعین میں ہمیں کوئی ایک بھی ایسی علمی شخصیت نہیں ملی جس سے تین دن قربانی کا قول باسند صحیح ثابت ہو، اس کے برخلاف متعدد تابعین سے باسندِ صحیح چار دن قربانی کا قول منقول ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صحابہ بھی چار دن قربانی ہی کے قائل تھے اور ان میں بعض کی طرف جو یہ منسوب ہے کہ وہ تین دن قربانی کے قائل تھے تو یہ نسبت غلط ہے یا پھر اُنہوں نے تین دن والے قول سے رجوع فرما کر حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق چار دن قربانی والا موقف اپنا لیا تھا۔

چار دن قربانی اور ائمہ اربعہ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

بعض نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف تین دن قربانی کا قول منسوب کیا ہے۔ مگر واقعۃً امام ابو حنیفہ کے نزدیک قربانی کتنے دن تھی، اس سلسلے میں امام ابو حنیفہ سے صحیح سند سے کوئی قول ہمیں نہیں ملا۔

۱ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۹/ ۲۹۷ اسنادہ صحیح

۲ التمہید لابن عبد البر: ۲۳/ ۱۹۶؛ شرح النووی علی مسلم: ۱۳/ ۱۱۱؛ زاد المعاد لابن القیم: ۲/ ۳۱۹؛ المحلی لابن حزم: ۷/ ۳۷۸؛ تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۴۱۶، دارِ طیبہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۴ھ) نے اپنی کتاب میں فرمایا:

فإذا غابت الشمس من آخر أيام التشريق، ثم ضحى أحد، فلا ضحية له[1]

"جب تشریق کے آخری دن یعنی ۱۳/ ذو الحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد کوئی قربانی کرے تو اس کی قربانی نہیں ہو گی۔"

یعنی ۱۳/ ذو الحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد سے قبل کوئی قربانی کرے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ قربانی جائز ہو گی۔ معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی کے چار دن ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذو الحجہ ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی طرف تین دن اور چار دن دونوں طرح کے اقوال منسوب ہیں۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۴ھ) نے کہا:

عن ابن عباس: الأيام المعلومات: يوم النحر وثلاثة أيام بعده، ويروي هذا عن ابن عمر، وإبراهيم النخعي، وإليه ذهب أحمد بن حنبل في رواية عنه[2]

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) اور اس کے بعد تین دن (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن) ہیں۔ یہی بات عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے تین دن قربانی والا موقف اپنایا ہے لیکن اس سلسلے میں آپ نے کوئی حدیث پیش

---

۱ الام للشافعی: ۲/ ۲۴۴

۲ تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۴۱۶؛ الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف للمرداوی: ۴/ ۸۷

نہیں کی ہے، غالباً موطامیں آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی بنیاد پر یہ موقف اپنایا ہے۔ لیکن خود ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف چار دن قربانی والا قول بھی منسوب ہے جیسا کہ ماقبل میں ابن کثیر کے حوالہ سے گذر چکا۔

چار دن قربانی سے متعلق اقوالِ محدثین و محققین

① امام ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ (م۳۱۹ھ) نے کہا:

ووقت الأضحى يوم النحر، وثلاثة أيام بعده أيام التشريق[1]

"قربانی کا وقت عید کا دن اور اس کے بعد تشریق کے تین دن ہیں۔"

② امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (م۴۵۸ھ) نے کہا:

وحديث سليمان بن موسى أولاهما أن يقال به، والله أعلم[2]

"سلیمان بن موسیٰ (چار دن قربانی) والی حدیث زیادہ مناسب ہے کہ اس کے مطابق موقف اپنایا جائے۔"

③ امام ابو الحسن الواحدی رحمۃ اللہ علیہ (م۴۶۸ھ)

وأول وقت الذبح إذا مضى صدر يوم النحر إلى أن تغرب الشمس من آخر أيام التشريق[3]

"قربانی کا وقت عید کے دن سے لے کر تشریق کے آخری دن تک ہے۔"

④ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (م۶۷۶ھ) نے کہا

ويخرج وقت التضيحة بغروب الشمس في اليوم الثالث من أيام التشريق[4]

"قربانی کا وقت تشریق کے آخر دن سورج غروب ہوتے ہی ختم ہو گا۔"

⑤ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (م۷۲۸ھ) نے کہا:

۱ الاقناع لابن المنذر: ص۳۷۶

۲ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۹۸/۹

۳ تفسیر الوسیط للواحدی: ۲۶۸/۳

۴ روضۃ الطالبین للنووی: ۴۶۸/۲

وآخر وقت ذبح الأضحية آخر أيام التشريق[1]

"قربانی کا آخری وقت تشریق کا آخری دن ہے۔"

⑥ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (م۷۵۱ھ) نے کہا:

وقدقال علي بن أبي طالب رضي الله عنه : أيام النحر : يوم الأضحى، وثلاثة أيام بعده، وهو مذهب إمام أهل البصرة الحسن، وإمام أهل مكة عطاء بن أبي رباح، وإمام أهل الشام الأوزاعي، وإمام فقهاء الحديث الشافعي رحمه الله، واختاره ابن المنذر، ولأن الثلاثة تختص بكونها أيام منى، وأيام الرمي، وأيام التشريق، ويحرم صيامها، فهي إخوة في هذه الأحكام، فكيف تفترق في جواز الذبح بغير نص ولا إجماع، وروي من وجهين مختلفين يشد أحدهما الآخر عن النبي ﷺ أنه قال: «كل منى منحر، وكل أيام التشريق ذبح»[2]

"اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: قربانی کے دن: عید کا دن اور اس کے بعد تین دن ہیں اور اہل بصرہ کے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور اہل مکہ کے امام عطا بن ابی رباح اور اہل شام کے امام اوزاعی کا یہی موقف ہے اور یہی فقہائے اہل الحدیث کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے اور اسے ہی امام ابن المنذر نے اختیار کیا ہے اور پورے ایام تشریق یہ مخصوص ہیں منیٰ کے دن ہونے میں، رمی کے دن ہونے میں اور ان دنوں کا روزہ حرام ہے، پس جب یہ تینوں دن ان تمام احکام میں برابر ہیں تو پھر قربانی کے حکم میں کیسے الگ ہو جائیں گے (کہ کسی دن قربانی جائز ہو اور کسی دن ناجائز)۔ جبکہ الگ ہونے پر نہ کوئی نص شرعی پائی جاتی ہے اور نہ ہی اجماعِ اُمت، بلکہ اس کے برعکس نبی ﷺ سے متعدد روایات آئی ہیں جن سے پورے ایام تشریق میں قربانی کا ثبوت ملتا ہے۔"

⑦ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (م۷۷۴ھ) نے کہا:

وأن الراجح في ذلك مذهب الشافعي رحمه الله، وهو أن وقت

1 فتاویٰ الکبیر لابن تیمیہ: ۵/ ۳۸۴

2 زاد المعاد: ۲/ ۳۱۹

الأضحية من يوم النحر إلى آخر أيام التشريق[1]

"اور اس سلسلے میں راجح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور وہ یہ کہ قربانی کا وقت عید کے دن سے لے کر تشریق کے آخری دن تک ہے۔"

⑧ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۵۰ھ) نے کہا:

أرجحها المذهب الأوّل للأحاديث المذكورة في الباب وهي يقوي بعضها بعضًا[2]

"چار دن قربانی والا موقف راجح ہے کیونکہ اس سلسلے میں وارد احادیث ایک دوسرے سے مل کر قوی ہو جاتی ہیں۔"

خلاصۂ بحث

قرآنی آیات، احادیثِ صحیحہ اور جمہور سلف صالحین سے اسی بات کا ثبوت ملتا ہے کہ قربانی کے کل چار دن ہیں۔ جماعت اہل حدیث کا یہی متفقہ موقف ہے۔ علمائے ہند کے علاوہ پاکستان و عرب کے معاصر کبار اہل علم نے بھی اسی موقف کی صراحت کی ہے مثلاً

علامہ البانی، شیخ ابن باز، شیخ عثیمین، حافظ عبد المنان نورپوری رحمہم اللہ تعالیٰ، اور مفتی محمد عبید اللہ خان عفیف، حافظ عبد الستار حماد حفظہم اللہ وغیرہم[3]

مجلس کبار علما، سعودی عرب کا بھی یہی فتویٰ ہے۔[4]

ربّ تعالیٰ ہمیں حق کہنے، سننے اور اس کے مطابق عمل کی توفیق دے۔ آمین!

نوٹ: پیشِ نظر مضمون کو ادارہ محدث نے مقالہ نگار کی 'چار دن قربانی کی مشروعیت' نامی کتاب سے اَخذ کیا ہے، تاہم احادیث کی فنی بحث کے لئے اصل کتاب کے متعلقہ صفحات کی طرف نشاندہی کر دی گئی ہے۔ مضمون کی آخری سطور بھی ادارہ محدث کی طرف سے اضافہ ہیں۔

١ تفسیر ابن کثیر: ۱/ ۵۶۱

۲ نیل الاوطار: ۵/ ۱۴۹

۳ السلسلۃ الصحیحۃ: رقم ۲۴۷۶؛ مجموع فتاویٰ ابن باز: ۱۶/ ۷۸؛ مجموع فتاویٰ ورسائل العثیمین: ۲۵/ ۹۴، ۹۳، احکام مسائل: ۱/ ۴۳۲، ۴۳۳؛ فتاویٰ محمدیہ: ۱/ ۶۲۰، ۶۲۷؛ فتاویٰ اصحاب الحدیث: ۳/ ۴۰۷، ۴۰۸

۴ ابحاث ہیئۃ کبار العلماء: ۲/ ۳۰۸؛ مجلۃ البحوث الاسلامیہ، ریاض: ۴/ ۲۱۳